قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 25 جولائی 2020ء | 04 ذوالحجہ 1441ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:177

## ارشادِ باری تعالیٰ

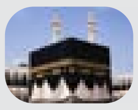

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡلَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (آل عمران:32)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

## فرمانِ خلیفۂ وقت

یہ الزام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہر روز لگتا ہے کہ آپ نے نعوذ باللہ دنیاوی خواہشات کی تکمیل اور اپنی بڑائی کے لئے جماعت کا قیام کیا ہے۔

بہرحال ہم جانتے ہیں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تجدید و تکمیل اشاعت کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا۔ قرآن کریم کے علوم و معارف کا فہم و ادراک آپ کے ذریعہ سے ہی ہمیں حاصل ہوا۔ آپ نے ہر موقع پر قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ چنانچہ اس آیت قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ کو مختلف مواقع پر مختلف زاویوں اور معانی کے ساتھ آپ نے پیش فرمایا اور یہی وہ باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلا کر، اس کا پیارا بنا کر فتنہ و فساد کی حالت سے نکالنے والی بن سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے لئے اپنی بقا کو قائم رکھنے کے لئے، اپنے ملکوں میں امن قائم رکھنے کے لئے، اسلام کی شان و شوکت کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے کوئی اور راستہ نہیں۔ نیک نتائج اس وقت قائم ہوں گے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پیروی ہوگی ورنہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا نعرہ بھی کھوکھلا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کا نعرہ بھی کھوکھلا ہے۔

(خطبہ جمعہ 20 اکتوبر 2017ء)

اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے جس کامل بندے سے اللہ تعالیٰ نے ایک عرصہ پہلے یہ اعلان کروایا تھا کہ دنیا کو بتا دو کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی، میری موت سب خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ کوئی کام نہیں جو مَیں اپنے لئے کروں یا اپنی مرضی سے کر رہا ہوں۔ یا اپنی کسی ذاتی خواہش کی وجہ سے کر رہا ہوں۔ بلکہ میرا ہر عمل اور ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کامل بندہ کس طرح اپنی بندگی کے کامل ہونے کا اظہار کر رہا ہے۔ بڑی عاجزی اور خشیت سے یہ دعا مانگ رہا ہے کہ مَیں نے اپنی جان پہ ظلم کیا ہے، میرے گناہوں کو بخش دے۔ دراصل یہ نمونے ہمارے لئے قائم کئے گئے ہیں کہ کسی بھی قسم کی نیکی پر کسی بھی قسم کا تفاخر نہ کرو۔ فخر تم میں پیدا نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے بنتے ہوئے اس کے آگے جھکے رہو اور اس کی رحمت طلب کرتے رہو۔

(خطبہ جمعہ 13 مارچ 2009ء)

## اس شمارہ میں

- حج اور عیدین کا فلسفہ اور مسائل
- حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ
- دورِ جدید کے عربی شعراء
- خلافت خامسہ میں امن عالم کے لئے جماعت احمدیہ کی مساعی

## فرمانِ رسول ﷺ

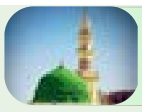

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے بارے میں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ سنہری حروف میں لکھا جانے والا بیان ہے کہ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن (مسند امام احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 305 حدیث 25816 مسند عائشہؓ مطبوعہ عالم الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء) کہ آپ کی سیرت اور آپ کے معمولات کا پتہ کرنا ہے تو قرآن کریم آپ کی سیرت کی تفصیل ہے اسے پڑھو۔

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

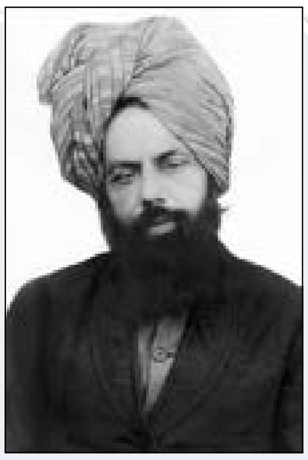

### انسان کامل

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں:

’’وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا، وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی وعظ اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیح ابن مریمؑ اور ملاکیؑ اور یحییٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔ وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

(اتمام الحجۃ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملایک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نُور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔۔۔۔ اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی اُمّی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160 تا 162)

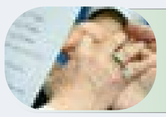

## دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

### خلفاء اور نظام جماعت کی اطاعت

’’......خلفاء اور نظام جماعت کی اطاعت بھی ہر ایک مومن پر جو بیعت میں شامل ہے، ماننے والا ہے، حقیقی مومن ہے، اس کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ اور اطاعت اور فیصلوں کی پابندی صرف نہیں کرنی بلکہ خوشی سے ان کو ماننا ہے۔سزا کے ڈر سے نہیں ماننا بلکہ اطاعت کے جذبے سے اور یہی چیز ہے جو مسلمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے والی ہوگی۔

پس ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جھگڑوں کی صورت میں، (جو ذاتی جھگڑے ہوتے ہیں)، اپنے دماغ میں سوچے ہوئے فیصلوں کو اہمیت نہ دیا کریں بلکہ نظام کی طرف سے جو فیصلہ ہو جائے، قضا کی طرف سے ہوجائے جو کئی مرحلوں میں سے گزرنے کے بعد ہوتا ہے اسے اہمیت دیں۔ پھر بعض وقت خلیفہ وقت کی طرف سے بھی انہی فیصلوں پر صاد ہوتا ہے۔ اس کے باوجود یہ زور ہوتا ہے کہ نہیں، فیصلہ غلط ہوا ہے۔ ٹھیک ہے، فیصلہ غلط ہوسکتا ہے لیکن فیصلہ کرنے والے کی نیت پر شبہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے پھر فتنہ پیدا ہوتا ہے اور پھر مسلسل اس کے خلاف باتیں کرنا اور پھر یہ کہنا کہ اب مجھے دنیاوی عدالتوں میں بھی جانے کی اجازت دی جائے تو یہ ایک مومن کی شان نہیں ہے۔مومن وہی ہیں جو خوشی سے اس فیصلے کو تسلیم کرلیں۔ اگر کسی نے اپنی لفاظی کی وجہ سے یا دلائل کی وجہ سے اپنے حق میں فیصلہ کروالیا ہے یا غلط ریکارڈ کی وجہ سے فیصلہ کروالیا ہے اور دوسرا فریق اپنی کم علمی کی وجہ سے یا ریکارڈ میں کمی کی وجہ سے اپنے حق سے محروم بھی ہوگیا ہے تو پھر اللہ کے رسول ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ غلط فیصلہ کروانے والا آگ کا گولہ لیتا ہے یا اپنے پیٹ میں بھرتا ہے تو پھر وہ اس کا اور خدا کا معاملہ ہوگیا۔مومنین کی شان یہ ہے کہ فتنے سے بچیں۔ نظام کے خلاف باتیں کرکے، بول کر اپنے حق سے محروم کئے جانے والا شخص اگر اپنے زُعم میں، اپنے خیال میں اپنے آپ کو صحیح بھی سمجھ رہا ہے تو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو بھی ایمان سے محروم کر رہا ہوتا ہے۔بعض دفعہ یہ چیز دیکھنے میں آتی ہے۔ پس مومن کی ایک بہت بڑی خصوصیت اطاعت ہے۔امن قائم کرنے کے لئے تھوڑا سا نقصان بھی برداشت کرنا ہو تو کرلینا چاہئے اور اطاعت کو ہر چیز پر حاوی کرنا چاہئے اور اس کو ہر چیز پر مقدم سمجھنا چاہئے۔ اللہ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنا اور اس پر توکل کرنا ایسی چیز ہے جس پر اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازتا ہے اور پھر ایسے ذرائع سے مدد فرماتا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 13جولائی 2007ء) (الفضل انٹرنیشنل 27/ جولائی تا09/اگست2007ء)

## آج کی دعا

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّد

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، بڑی عظمت والا ہے۔ اے اللہ! محمد ﷺ پر اور آپؐ کی آل پر بڑی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما‘‘۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد15صفحہ 208۔209)

یہ حضرت مسیحِ موعودؑ کی مصائب سے نجات کی الہامی دعا ہے جو کہ تسبیح وتحمید اور درود شریف کا حسین مجموعہ ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورۃ یاسین سنائی۔۔۔تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کرکے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے (مندرجہ بالا دعا)۔ اور میرے دل میں خدا تعالیٰ نے الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلماتِ طیبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اس سے تو شفا پائے گا۔ چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور میں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا۔ جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر! تا اس حالت سے نجات ہو۔ مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلماتِ طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس کے کہ ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا‘‘۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد15صفحہ 208۔209)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

## وہ مسکن ہے خلافت کا جو جاری ہے نبوت سے

سہارا بے سہاروں کو ملے جیون سنور جائے
محبت کی کھلیں کلیاں گل و گلزار مہکائے
وہ مسکن ہے خلافت کا جہاں راحت یہ دل پائے

جہاں پر دربدر ٹھوکر زدہ آ کر سنبھلتے ہیں
جہاں اخلاص کی لو پر وفا کے دیپ جلتے ہیں
محبت امن کا پیغام لے کر سب نکلتے ہیں
وہ مسکن ہے خلافت کا جہاں پر دل بدلتے ہیں

جہاں پر تشنہ لب روحانیت کے جام پیتے ہیں
جہاں افسردہ خاطر اپنے سارے زخم سیتے ہیں
وہی لمحات بہتر ہیں جو اس کے پاس بیتے ہیں
وہ مسکن ہے خلافت کا ہم اس نسبت سے جیتے ہیں

جہاں پر ذوق بڑھتا ہے عبادت اور ریاضت کا
سرورِ جاوداں ملتا جہاں پر ہے اِطاعت کا
جو مرکز عاشق ومعشوق کے ہے میل وسنگت کا
وہ مسکن ہے خلافت کا جو محور ہے محبت کا

جہاں ہو ختم نفرت اور محبت بیج بو جائے
دلوں کی میل ڈھل کر نور من میں بھی سمو جائے
وفا ایثار و قربانی کی دھن میں کوئی کھو جائے
وہ مسکن ہے خلافت کا جہاں پر عشق ہو جائے

جہاں پر صبح نوروں میں نہائی کرنیں داخل ہوں
جہاں کی شام میں دلبر کے جلوے کی محافل ہوں
جہاں کے رات اور دن میں ملائک بھی تو نازل ہوں
وہ مسکن ہے خلافت کا جہاں ایمان کامل ہوں

حقائق اور معارف کے جہاں پر چشمے بہتے ہیں
فقط ہم ہی نہیں کہتے مخالف بھی یہ کہتے ہیں
دعا ہی اپنا شیوہ ہے اگرچہ ظلم سہتے ہیں
وہ مسکن ہے خلافت کا جہاں سب مل کے رہتے ہیں

جہاں پر بے کسوں کی جھولیاں بھرتی ہیں رغبت سے
کس وناکس بھی پاتے برکتیں ہیں فیضِ صحبت سے
جہاں اپنی انا کو مار کر جھکتے عقیدت سے
وہ مسکن ہے خلافت کا جو جاری ہے نبوت سے

حافظ محمد مبرور

اداریہ

# حج اور عیدین کا فلسفہ اور مسائل

اسلامی مہینہ ذوالحجہ تمام مسلمانوں کیلئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ان کے لئے بھی جو مکہ معظّمہ پہنچ کر حج کی توفیق پاتے ہیں اور ان مسلمانوں کے لئے بھی جو مالی استطاعت نہ رکھتے ہوئے یا بعض ذاتی مجبوریوں اور روکوں کی وجہ سے شرائط حج کو پورا نہیں کر پاتے اور اپنی اپنی جگہوں پر وہ نماز عید (عید الاضحیٰ) ادا کرتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتداء میں دنبے، بکرے، چھترے، گائے یا اونٹ کی قربانی کرتے ہیں۔ گویا اس اسلامی مبارک مہینے ذوالحجہ کو دو اعتبار سے اہمیت حاصل ہے:

اول: حاجیوں کے لئے حج کے فریضہ کی ادائیگی۔

دوم: غیر حاجیوں کے لئے عید الاضحیٰ کی ادائیگی۔

جہاں تک اول الذکر فریضہ کا تعلق ہے یہ مکہ پہنچ کر ادا ہوتا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پلوٹھے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کے اس پہلے گھر کی از سر نو تعمیر کی جو خانہ کعبہ یا بیت اللہ کہلاتا ہے اور یہی مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہؑ کے بطن سے ایک بیٹے سے نوازا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بڑی بیوی سارہ حسد کی وجہ سے انہیں تکلیف دیا کرتی تھیں جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی ہاجرہؑ اور بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آئے جو مرور زمانہ کی وجہ سے بعد میں عالمی شہرت یافتہ شہر بنا۔ آج ساری دنیا سے لاکھوں مسلمان اس یاد کو تازہ کرنے ذوالحجہ کے اوائل میں مکہ میں پہنچتے ہیں اور اسلامی شعائر کے مطابق حج کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔

حج کے فلسفہ اور سبق کو صرف ایک حاجی کے لئے سامنے رکھنا ضروری نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کو اس کے اسباق مدنظر رکھنے چاہیں کیونکہ ہر مسلمان کی یہی تمنا ہوتی ہے کہ وہ حج پر جائے مگر بعض مجبوریاں اور روکیں راستہ میں حائل ہو جاتی ہیں۔

قرآن کریم کے کئی ایک مقامات پر حج کا ذکر موجود ہے مثلاً سورہ البقرہ کی آیات 190 تا 205 میں حج کے فلسفہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے جہاں یہ بات وضاحت کے ساتھ سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حج کے ذکر کو اپنے خوف کے مضمون کے ساتھ باندھ دیا ہے اور بار بار "فَاتَّقُوا اللّٰہ" کہہ کر مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے کہ تم ماسویٰ اللہ سے نظر ہٹا کر صرف اللہ تعالیٰ کو ہی اپنی ڈھال بناؤ۔ جتنے بھی مخفی خدا انسان کے اندر موجود ہیں انہیں بھسم کر دو۔ رسومات کے چنگل سے باہر نکلو۔ درباروں، خانقاہوں پر شرم سے جھک جانیوالے جو مناظر دیکھنے میں آتے ہیں ان کے خلاف جہاد کرو۔ مگر حاجی اپنے وطن واپسی پر مختلف درباروں اور خانقاہوں کے چکر لگاتا ہے ان میں مدفون معصوم لوگوں کے آگے جھکتا ان سے منتیں مانگتا اور سجدے کرتا ہے۔

اسی طرح اسلامی حکومتوں کے سربراہان مکہ پہنچ کر حج کر رہے ہوتے ہیں مگر وہاں اور پھر واپس آ کر بھی ان کا مکمل انحصار خدا کی بجائے ان حکومتوں اور طاقتوں پر ہوتا ہے جن کو یہ اپنے مجازی خدا سمجھتے ہیں۔ جو درست نہیں اس سے بڑھ کر توہین خداوندی کیا کوئی اور ہو سکتی ہے اس لئے ان آیات میں مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ اپنے دل کو تمام دوسرے مجازی خداؤں سے خالی کرو اور ایک ہی خدا جو تمام کا خدا ہے اسی کا گھر اپنے دل میں بساؤ۔ استغفار سے کام لیتے رہو۔

ایک اور اہم سبق اور نصیحت جسے حج کے مضمون کے ساتھ بیان کر کے ایک حاجی اور غیر حاجی ہر دو کے لئے یہ ہے:

"وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا" کہ اپنے گھروں میں اس کے دروازوں سے داخل ہوا کرو۔

اس میں دراصل یہ عظیم سبق ہے کہ کامیابی ہمیشہ ابواب یعنی دروازوں سے آنے سے ہوا کرتی ہے اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو یاد رکھو کہ تم کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ اللہ جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں مسلمان مختلف برائیوں میں مبتلا ہو جائیں گے اور ہر ناجائز کام کو جائز سمجھ کر کریں گے۔ اپنے کام کو جائز کرنے کے لئے مختلف نکات سوچتے رہتے ہیں خواہ اس پر عمل کرنے کی اسلام اجازت دے یا نہ دے۔ کامیابی کا راز اسوۂ رسول ﷺ کی تقلید میں ہے۔

ایک صوفی منش کے درج ذیل واقعہ سے حج کا فلسفہ سمجھنے میں آسانی ہوگی:۔

حضرت جنید بغدادیؒ بہت بڑے صوفی گزرے ہیں۔ ان کی ایک دفعہ ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو حج کا مقدس فریضہ ادا کر کے آئے۔ حضرت جنیدؒ نے اس سے چند سوالات پوچھے جو یہ ہیں۔

1۔ جب تو نے احرام باندھا تھا تو کیا یہ نیت بھی کی تھی کہ آئندہ سے اپنی نفسانی خواہشات اور جوش طبع کا لباس بھی اُتار پھینکوں گا۔ اس شخص نے کہا یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا تو آپؒ نے فرمایا پھر تو نے کوئی احرام نہیں باندھا۔

2۔ جب تو نے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اس کے گرد چکر لگائے تو تُو نے یہ نیت کی تھی کہ آئندہ میں تیری توحید و محبت کے گرد ہی گھومتا رہوں گا۔ اس نے کہا میری تو عقل نے ایسا نہیں سوچا تو پھر آپؒ نے فرمایا تو نے بیت اللہ کا طواف ہی نہیں کیا۔

3۔ جب تو نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تو کیا تو نے سوچا کہ یہ وہ علاقہ ہے جہاں ایک خدا کی بندی نے پانی کی تلاش میں چکر لگائے تھے اور اس کے پیارے بچے کے لئے پانی کا چشمہ جاری فرما دیا گیا تھا۔ آج میں بھی بھاگ رہا ہوں۔ میرے دل میں بھی اپنی محبت کا چشمہ جاری کر دے۔ اس شخص سے پہلے جیسا جواب پا کر حضرت جنیدؒ نے کہا تو نے یہ سعی بھی نہ کی۔

4۔ جب عرفات سے گزرا تو کیا خیال کیا کہ جس طرح آج یہاں کھڑے ہیں اسی طرح ایک روز خدا کے روبرو کھڑے ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب چکانا ہے۔ اس شخص نے پہلے کی طرح جواب دیا۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا تیرا میدان عرفات میں جانا اور نہ جانا برابر ہے۔

5۔ پھر فرمایا جب تو نے منیٰ میں آ کر قربانی کی تو یہ نیت تھی کہ جس طرح بکرے کی گردن پر چھری پھیر رہا ہوں اسی طرح آئندہ تمام منایا یعنی خواہشات نفسانیہ کے گلے میں چھری پھیرتا رہوں گا۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے تو ایسی کوئی نیت نہیں باندھی۔ آپؒ نے فرمایا یہ تیرا عمل بھی نہ ہوا۔

6۔ جب تو رمی الجمار کر رہا تھا تو کیا تو نے دل کے شیطان کو بھی کنکریاں ماریں تاکہ خدا کی محبت دل میں پیدا ہو۔ اس نے کہا ایسا تو میں نے نہیں کیا۔ حضرت جنیدؒ نے کہا پھر تو نے رمی الجمار نہیں کیا اور تو نے مناسک حج میں سے کچھ بھی پورا نہیں کیا تو اگلے سال دوبارہ جاؤ اور ابراہیمی روح کے ساتھ حج کرتا کہ ابراہیمی مقام حاصل کر سکے۔

یہ ہے حج کی روح اور فلسفہ۔ مگر آج حج کے متعلق اکثر سننے میں آیا ہے کہ حج کرنے والا اپنا حق سمجھتا ہے کہ اپنے لئے فخر کے طور پر "حاجی" کا لقب استعمال کرے۔ ایک ایسا حج تو محض ظاہری رسم و رواج کے طور پر کیا گیا ہو اس "اعزازی نشان" کے ذریعہ لوگوں سے احترام کی پونجی حاصل کرنے کے لئے مفید ہو سکتا ہے لیکن جہاں تک اسلامی روح کے ساتھ اس فریضہ کی ادائیگی کا تعلق ہے اس لقب کی کوئی قیمت نہیں اتنی بھی نہیں جتنی ایک کھوٹے سکے کی ہوتی ہے۔

## عید الاضحیٰ کی اہمیت

ذوالحجہ کے پہلے دس دن غیر حاجیوں کے لئے بھی اسی طرح اہمیت کے حامل ہیں جیسے حاجیوں کے لئے۔ غیر حاجی اپنی اپنی جگہوں پر رہ کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اقتداء میں قربانی کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد تازہ کرتے ہیں اور ایک جگہ اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالاتے ہیں اور شکرانے کے طور پر دو نفل بھی ادا کرتے ہیں۔ اس ماہ کے پہلے دس دنوں کو احادیث کی روشنی میں خصوصی شرف حاصل ہے چنانچہ صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق عشرہ ذوالحجہ میں بجا لائے گئے اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرے دنوں میں بجا لائے گئے اعمال سے زیادہ محبوب پسندیدہ ہیں مسند احمد بن حنبل میں سیدنا حضرت ابن عمرؓ کے حوالے سے آنحضور ﷺ کا یہ قول درج ہے کہ ان دنوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت باعظمت اور محبوب ہیں اس لئے کثرت سے ان دنوں تہلیل، تکبیر اور تحمید کہو۔

صحیح ترمذی میں لکھا ہے کہ 9 ذوالحجہ (یوم عرفہ) کے دن کا روزہ گزشتہ اور آئندہ دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صحابہؓ عشرہ ذوالحجہ میں احادیث کے مطابق عمل کرتے ہوئے زیادہ ذوق و شوق سے عبادت و نوافل کا اہتمام کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کا یہ عمل درج ہے کہ آپ دونوں ان ایام میں بازار میں نکل جاتے۔ بلند آواز سے تکبیریں پڑھتے اور حضرت سعید بن جبیرؓ کے متعلق بھی احادیث میں اعمال صالحہ بجالانے میں سعی و کوشش کرنے کے متعلق آتا ہے۔

اس عشرہ کے آغاز سے تعلق رکھنے والی ایک بات یہ ہے کہ قربانی کرنے والا ذوالحجہ کے چاند کے بعد نہ حجامت بنوائے نہ بال کٹوائے نہ ناخن ترشوائے۔ ابو داؤد کی ایک روایت کے مطابق قربانی کی طاقت نہ رکھنے والے کو بھی ایسا کرنے یعنی بال وغیرہ نہ کٹوانے کی ہدایت ہے اس طرح اسے بھی قربانی کے برابر ثواب ملے گا۔

## قربانی کے مسائل

اس عشرہ کی اہمیت بیان کرنے کے بعد عید کا فلسفہ اور قربانی کے

مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔اس عید کے لئے ’’اَضحیٰ‘‘ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔جس کے معنی قربانی کے جانور کے ہیں۔ ’’اَضحیٰ‘‘ کا لفظ غیر حاجی لوگوں کی قربانیوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ حاجی لوگوں کی قربانیوں کے لئے قرآن و حدیث میں ’’ھَدْیٌ‘‘ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔عید الاضحیٰ کی نماز صرف غیر حاجیوں کے لئے مقرر ہے۔حج کے موقعہ پر یہ نماز ادا نہیں کی جاتی بلکہ حج خود اپنی ذات میں بھاری عید ہے اور عید کے تمام پہلو اور عناصر بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔شریعت نے عید الاضحیٰ کی نماز غیر حاجی لوگوں کے واسطے اس لئے رکھی ہے کہ جہاں ایک طرف حج کے ایام میں حاجی لوگ حج کی عید منا رہے ہوں وہاں غیر حاجی جنہیں کسی مجبوری کی وجہ سے حج کی توفیق نہیں مل سکی وہ اکناف عالم میں اپنی اپنی جگہ پر عید کر کے اور قربانیاں دے کر اس عظیم الشان قربانی کی یاد تازہ رکھیں جس کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے وجود میں ہوا اور پھر وہ آنحضرت ﷺ کے وجودِ باجود میں اپنے معراج کو پہنچی۔

آج کل مسلمان دکھاوے کی خاطر اور واہ واہ کروانے کے لئے بڑے سے بڑا جانور تو ذبح کرتے ہیں مگر اس کے فلسفہ اور حقیقت سے ناآشنا ہیں حتیٰ کہ لوگ اس کا نام ہی بھول گئے ہیں اور جسے دیکھو ’’عید الاضحیٰ یعنی صبح کے وقت کی عید کہتا دکھائی دیتا ہے جو سراسر غلط ہے۔قربانی سنت موکدہ ہے جو ہر صاحب استطاعت اور ذی ثروت پر واجب ہے۔آنحضرت ﷺ نے ہر سال خود بھی قربانی کی اور صحابہ کو بھی اس کی تاکید فرمائی۔آنحضرت ﷺ کو عید الاضحیٰ کی قربانی کا اس قدر خیال تھا کہ آپ نے وفات سے قبل حضرت علیؓ کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد میری طرف سے اس موقعہ پر ہمیشہ قربانی کرتے رہنا۔آپؐ نے عید الاضحیٰ کے روز خطبہ دیتے ہوئے صحابہ کو تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دن پہلا کام انسان کو یہ کرنا چاہئے کہ وہ نماز عید ادا کرے اور پھر اس کے بعد قربانی دے سو جس نے ایسا کیا اس نے سنت کو پالیا۔

ترمذی کی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا خدا کی نظر میں عید الاضحیٰ والے دن انسان کا کوئی عمل قربانی کے جانور ذبح کرنے اور اس کا خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں۔ابن ماجہ میں آنحضور ﷺ کا یہ قول درج ہے کہ قربانی کے جانور کے جسم کا ہر بال قربانی کرنے والے کے لئے ایک نیکی ہے جو اسے خدا سے اجر پانے کا مستحق بنائے گی۔ایک موقعہ پر آپ نے مالی وسعت رکھنے والوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے مالی طاقت رکھتے ہوئے قربانی نہیں کی اس کا کیا کام ہے کہ وہ ہماری عید گاہ میں آکر نماز میں شامل ہو۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نے نہ صرف خود قربانی کی بلکہ مزید تاکید اور تحریک کی غرض سے اپنی امت کی طرف سے بھی ایک دنبہ منگوا کر ذبح کیا اور دعا کی اے میرے آسمانی آقا! اس قربانی کو محمد، اس کی آل اور امت کی طرف سے قبول فرما۔

ان اقوال مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مبارک سنت ہے جس کے متعلق آپ نے بہت تاکید فرمائی اور بھاری ثواب کا موجب قرار دیا اور قرآن حکیم ’’أَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ‘‘ کے تحت ہر اس شخص پر جو قربانی کی طاقت رکھتا ہے رسول خدا کی اطاعت کرتے ہوئے قربانی واجب ہوجاتی ہے۔قرآنی حکم ’’فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ‘‘ میں بھی اسی قربانی کا ذکر ہے کیونکہ جب یہ سورۃ نازل ہوئی اس وقت حج فرض نہیں ہوا تھا۔اگر سارے گھر کی طرف سے ایک صاحب استطاعت شخص قربانی کر دے تو یہ قربانی سب کی طرف سے سمجھی جائے گی۔قربانی کا جانور خریدتے وقت یہ امر مدنظر رہے کہ جانور صحت مند ہو۔مالک کو پسند ہو،عیب دار اور کمزور نہ ہو۔احادیث کے مطابق لنگڑے،سینگ ٹوٹے، بیمار، دبلے (جس کی ہڈی میں گودا نہ ہو) جانور نیز ایسا جانور جس کا کان آگے سے یا پیچھے سے کٹا ہو یا کان لپٹا ہوا یا کان میں سوراخ والا جانور جائز نہیں۔اسی طرح دودھ والے اور حاملہ جانور سے بھی منع کیا گیا۔یہ امر بھی مدنظر رہے کہ اونٹ کی عمر کم سے کم تین سال،گائے دو سال، بھیڑ، بکری ایک سال اور دنبہ چھ ماہ کا بھی جائز ہے اگر موٹا تازہ ہو۔شریعت کی رو سے اونٹ میں دس حصے، گائے میں سات حصے جبکہ بکری،دنبہ وغیرہ ایک شخص یا گھر کی طرف سے ہوتا ہے۔

شریعت نے قربانی کے گوشت کے بہتر سے بہتر استعمال کے لئے حکم دیا ہے کہ خود بھی کھاؤ۔عزیزوں اور رشتہ داروں کو دو۔پڑوسیوں کو ہدیہ بھجواؤ۔محلہ کے غریب اور مفلس لوگوں میں تقسیم کرو تا کہ ’’فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ‘‘ پر عمل ہو۔آنحضور ﷺ نے عید کے تین دنوں کو ’’ایام التشریق‘‘ قرار دیا ہے جن کے متعلق فرمایا یہ کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔

شریعت نے اس بات کی بھی قربانی کرنے والے کو تحریک کی ہے کہ وہ حتی الوسع کوشش کرے کہ جانور کو خود تیز چھری سے ذبح کرے یا کم از کم قربانی کو اپنے سامنے ذبح کروائے تا کہ اس میں جانی قربانی کے نظارے دیکھنے کی جرأت پیدا ہو۔اس میں یہ سبق دینا مقصود ہے کہ جس طرح جانور انسان کے قبضہ قدرت میں ہوتے ہیں اور وہ انسان کے لئے قربان ہو رہے ہوتے ہیں اسی طرح وہ انسان بھی کسی کے قبضہ قدرت میں ہے اسے بھی جانور کی طرح ہر وقت خدا کی خاطر جب بھی قربانی کی ضرورت پڑے تیار رہنا چاہئے۔

قربانی کے بارہ میں ایک اہم قرآنی حکم یہ ہے کہ قربانی میں تقویٰ بنیادی چیز ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مومنو! جانوروں کا گوشت اور خون خدا تک نہیں پہنچتا بلکہ دلوں کا تقویٰ ہے جو خدا تک پہنچتا ہے گویا کہ انسان اپنی نیت کے مطابق قربانی کا اجر پاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قربانی کا فلسفہ یوں بیان فرمایا ہے:

اِنَّ الضَّحَایَا ھِیَ الْمَطَایَا تُوْصِلُ اِلَی رَبِّ الْبَرَایَا وَتَمْحُو الْخَطَایَا وَتَدْفَعُ الْبَلَایَا

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16صفحہ 45)

ترجمہ:یقیناً قربانیاں وہی سواریاں ہیں کہ جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتی ہیں اور خطاؤں کو محو کرتی ہیں اور بلاؤں کو دور کرتی ہیں۔

اگر محض دکھاوے کی قربانی ہے تو پھر وہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا جو قرآن اور احادیث میں بیان ہوا ہے۔

## عید کے مسائل

آخر میں ایسے مسائل بیان کرنے ضروری معلوم ہوتے ہیں جن کا عید کے روز خیال رکھا جانا بہت ضروری ہے۔یہ سنت نبوی ہے۔

1۔عید کے روز صبح سویرے اٹھنا، غسل کرنا، حسب توفیق عمدہ لباس پہننا، آرائش کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا،عید گاہ میں جانا، نماز شہر سے باہر ادا کرنا وغیرہ مسنون ہے۔

2۔حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس تشریف لایا کرتے تھے۔(مشکوٰۃ)

3۔نماز عید کے لئے جاتے اور واپس آتے ہوئے یہ تکبیر کہنا چاہئے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْد

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

’’رسول کریمؐ سے ثابت ہے کہ آپ ان دنوں میں تیسرے دن تک تکبیر وتحمید کہا کرتے تھے اور اس کے مختصر کلمات ہیں اصل غرض تکبیر وتحمید ہے خواہ کسی طرح ہو اور اس کے متعلق دستور تھا کہ جب مسلمانوں کی جماعتیں ایک دوسرے سے ملتی تھیں تو تکبیریں کہتیں تھیں مسلمان جب ایک دوسرے کو دیکھتے تو تکبیر کہتے۔اٹھتے بیٹھتے تکبیر کہتے۔کام میں لگے تو تکبیر کہتے۔لیکن ہمارے ملک میں جو یہ رائج ہے کہ محض نماز کے بعد کہتے ہیں اس خاص صورت میں کوئی ثابت نہیں۔‘‘(الفضل 17۔اگست 1922ء)

4۔تمام عورتوں کو عید گاہ میں جانا اور نماز میں شریک ہونا چاہئے البتہ جو حائضہ ہوں وہ نماز میں شریک نہ ہوں۔حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ عیدین میں پردہ نشین عورتوں کو بھی عید گاہ میں لے جائیں۔مگر حائضہ عورتیں نماز پڑھنے والیوں سے الگ ایک طرف بیٹھ کر شریک دعا ہوں۔ایک عورت نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اگر کسی کے پاس اوڑھنے کا کپڑا نہ ہو وہ کیا کرے۔آپؐ نے فرمایا کہ دوسری عورت اپنی چادر میں اس کو شریک کر لے۔(مسند ابی حنیفہ)

5۔یہ امر بھی مسنون ہے کہ عید الفطر میں جانے سے قبل کچھ نہ کچھ کھالیا جائے لیکن عید الاضحیٰ میں نماز عید سے قبل کچھ نہ کھایا جائے۔چنانچہ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ عید الفطر میں کچھ کھائے بغیر نہ جاتے لیکن عید الاضحیٰ میں جب تک نماز نہ پڑھ لیتے کچھ تناول نہ فرماتے یعنی ناشتہ تک نہ فرماتے۔(بلوغ المرام صلوٰۃ العیدین)

6۔عید الفطر کی نماز کا وقت وہ ہے جب سورج دو نیزہ کے برابر چڑھ آئے اور عید الاضحیٰ کا وقت ایک نیزہ کے برابر سورج بلند ہونے پر ہے۔

7۔عید کی نماز شہر سے باہر ہونی چاہئے۔ہاں اگر بارش وغیرہ کا عذر ہو تو یومیہ نمازوں کے مرکز میں بھی عید ادا ہوسکتی ہے۔

8۔نماز عید کا طریق یہ ہے کہ دو رکعت نماز اس طرح باجماعت پڑھی جائے کہ جب امام تکبیر تحریمہ کہے تو اس کے بعد ثنا پڑھے پھر پہلی رکعت میں قرأت سے قبل سات تکبیریں کہے۔ہر ایک تکبیر کے ساتھ ہاتھ اُٹھائے جائیں جیسے نماز شروع کرتے وقت اٹھائے جاتے ہیں۔مگر فرق یہ ہے کہ اول تکبیر میں تو تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لئے جاتے ہیں مگر ان تکبیروں میں ہاتھ اٹھانے کے بعد کھلے چھوڑے جاتے ہیں اور آخری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر قرآت یعنی الحمد شریف اور کوئی سورۃ بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے۔دوسری رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے پانچ تکبیریں اسی طرح کہی جائیں اس طرح دو رکعت نماز پوری کر کے نماز کی طرح التحیات میں بیٹھ کر درود شریف وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے۔

9۔یہ امر بھی مسنون ہے کہ عیدین کی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الغاشیہ یا سورۃ ق اور سورۃ القمر پڑھی جائے۔

10۔نماز عید پڑھنے کے بعد امام خطبہ پڑھے جس میں وعظ ونصیحت کی جائے۔یہ خطبہ عید بھی جمعہ کی طرح ہونا چاہئے۔یعنی اس میں بھی ایک دفعہ بیٹھ کر پھر دوسرا خطبہ پڑھا جائے۔

☆...☆...☆

# ساتویں صدی کے مجدد حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ

(باسل احمد بشارت)

## نام و نسب

آپ کا نام معین الدین حسن اور لقب سلطان الہند تھا عوام الناس میں آپ خواجہ غریب نواز کے عرف سے مشہور ہیں۔آپ کے والد ماجد کا نام خواجہ غیاث الدین حسن اور والدہ ماجدہ کا نام بی بی ماہ نور تھا۔آپ نجیب الطرفین سید تھے۔آپ کا سلسلہ نسب والد محترم کی طرف سے خلیفہ راشد داماد رسولؐ حضرت علیؓ سے جاملتا ہے۔

والد محترم حضرت امام حسینؓ کی نسل سے اور والدہ محترمہ حضرت امام حسنؓ کی نسل سے تھیں۔آپ کا والد محترم کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے: معین الدین بن سید غیاث الدین بن سید نجم الدین بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام علی زین العابدین بن امام حسین بن حضرت علیؓ

## پیدائش

آپ کی پیدائش 14 رجب 536ھ کو ملک فارس کے علاقہ خراسان کے قصبہ سنجر میں ہوئی۔اسی مناسبت سے آپ کو ''پیرِ سنجر'' بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ بانگ درا میں علامہ اقبال نے آپ کو ''پیرِ سنجر'' کہہ کر اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

## ابتدائی تعلیم و تربیت

حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کے والد محترم تاجر اور بااثر شخص تھے۔خواجہ صاحب کا بچپن خراسان میں گزرا اور یہیں سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔اس کے بعد 544ھ میں مزید تعلیم کے لیے آپ کو مدرسہ نیشاپور میں داخل کروادیا گیا۔جب آپ کی عمر پندرہ سال ہوئی تو آپ کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا۔کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ محترمہ بھی اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔

## پیشۂ باغبانی

والدین کی وفات کے بعد تعلیمی سلسلہ بحال نہ رہ سکا جس کا آپ کو بہت دکھ تھا۔والد محترم کے ترکہ میں خواجہ صاحب کو ایک باغ اور ایک پن چکی ملی۔آپ اپنا زیادہ وقت باغ کی دیکھ بھال میں گزارنے لگے۔

## علوم ظاہری کا حصول

وقت گزرتا گیا خواجہ صاحب اپنے باغ کی دیکھ بھال میں مصروف رہے۔ایک روز ایک مجذوب بزرگ کا وہاں سے گزر ہوا اور آپ سے کچھ کھانے کے لیے طلب کیا۔آپ نے واما السائل فلا تنھر پر عمل کرتے ہوئے کمال عقیدت سے کچھ خرمے پیش کیے۔مجذوب کو آپ کی عقیدت اور احسان بہت پسند آیا۔اس نے چند خرمے اپنا لعاب دہن لگا کر خواجہ صاحب کو کھانے کے لیے واپس دیئے جسے خواجہ صاحب نے قبول کیا اور ان کا کھانا ہی تھا کہ خواجہ صاحب سے علائق دنیا الگ ہو گئے اور قلبی حالت یکسر بدل گئی اور ہر دنیاوی چیز بے حقیقت لگنے لگی۔آپ نے زادِ راہ جمع کیا اور سمرقند و بخارا کی طرف رختِ سفر باندھا۔

سمرقند میں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا۔حدیث، تفسیر اور فقہ میں طاق ہوئے اور علوم ظاہری سیکھے۔سمرقند میں مشہور عالم شرف الدینؒ اور پھر بخارا میں شیخ حسام الدینؒ سے علوم دینیہ حاصل کیے۔

(معین الاولیاء فارسی از سید امام الدین حسن صفحہ 3)

## علوم باطنی کے لیے سفرِ عراق

علوم باطنی کے حصول کے لیے خواجہ صاحب نے عراق کے سفر کا ارادہ کیا۔راستہ میں حضرت عثمان ہارونیؒ سے ملاقات ہوئی۔آپ کو ان کی صحبت اور پاکیزہ مجالس ایسی پسند آئیں کہ آپ حضرت عثمان ہارونی کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر اکتساب فیض کیا اور بیس سال سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہے۔آپ اپنے شیخ کا بے حد احترام کیا کرتے حتیٰ کہ ان کا سامان بھی خود اٹھاتے۔آخر کار حضرت عثمان ہارونی نے آپ کو خلعت خلافت سے نوازا۔(اخبار الاخیار از شیخ عبد الحق محدث دہلوی صفحہ 55)

## تصنیف ''انیس الارواح''

اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے 28 روز تک حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے پاس حاضر ہو کر ایک مجموعہ تیار کیا جو انیس الارواح کے نام سے موسوم ہے۔

## سفر بغداد اور سید عبد القادر جیلانیؒ سے ملاقات

خرقۂ خلافت کے حصول کے بعد آپ پہلے اپنے قصبہ سنجر تشریف لے گئے پھر اڑھائی ماہ بعد قصبہ جیلان چلے گئے وہاں حضرت محی الدین سید عبد القادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قریباً پانچ ماہ ان کی صحبت میں رہ کر ان سے استفادہ کیا۔

(معین الارواح ترجمہ مونس الارواح از شاہزادی جہاں آراء بیگم صفحہ 7)

پھر بغداد جا کر شیخ شہاب الدین سہروردی کے استاد شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی سے بھی ملے۔

## محمد یادگار کی انقلابی حالت

بغداد سے خواجہ صاحب ہمدان اور پھر تبریز گئے۔وہاں کے اولیاء و اصفیاء سے فیض اٹھاتے رہے۔آپ عزلت نشینی کو ترجیح دیتے تھے اور ہجوم سے کنارہ کش رہتے، بہت کم کھاتے۔آپ ایک جگہ بہت کم مدت قیام فرماتے۔اس کے بعد آپ استرآباد پھر ہرات چلے گئے۔جب ہرات میں بھی مشہور ہو گئے اور لوگوں کا تانتا بندھنا شروع ہو گیا تو آپ سبزوار چلے گئے تو وہاں کا حاکم محمد یادگار بہت شقی القلب، بددیانت اور ظالم شخص تھا۔آپ کے ورودِ مسعود کی خبر پاکر بہت برافروختہ ہوا۔آپ ایک روز اس کے باغ میں چلے گئے اور وہاں اس سے سامنا ہو گیا۔جیسے ہی اس کی نظر آپ کے چہرہ مبارک پر پڑی تو آپ کے رعب کی وجہ سے اس پر بے اختیار لرزہ طاری ہو گیا اور بیہوش ہو گیا۔جب ہوش میں آیا تو معافی مانگنے لگا اور توبہ کی۔پھر خواجہ صاحب کی تلقین و تحریک سے آپ کی بیعت کر لی اور اہل و عیال سے ترک تعلق کر لیا اور اکتساب فیض کیا پھر خواجہ صاحب کے حکم پر حصار شادمان جا کر تدریس کا کام کے لیے خود کو وقف کر دیا اور وہیں وفات پائی۔(معین الاولیاء فارسی صفحہ 4)

## حج کی ادائیگی

بالآخر خواجہ صاحب مکہ معظمہ پہنچے اور مناسک حج بجالائے۔پھر زیارت روضۃ النبیؐ کے لیے مدینہ منورہ چلے گئے اور ایک مدت تک مدینہ منورہ میں رہے۔وہیں خواب میں رسول اللہ کی زیارت نصیب ہوئی۔رسول اللہؐ نے فرمایا:

''اے معین الدین! تو ہمارے دین کا معین ہے۔ہندوستان کی ولایت تیرے حوالے ہوئی۔وہاں جا کر اجمیر میں اقامت کر۔اس سرزمین میں کفر کا بہت غلبہ ہے۔تیرے جانے سے اسلام کا غلبہ ہوگا۔''

اس خواب کی بناء پر آپ نے مدینہ منورہ سے دعوتِ دین کے لیے ہندوستان کے شہر اجمیر جانے کا قصد کیا۔

(معین الارواح ترجمہ مونس الارواح از شاہزادی جہاں آراء بیگم صفحہ 7)

خواجہ صاحب نے اپنی زندگی میں متعدد حج کیے۔اجمیر میں قیام کے بعد بھی مکہ مکرمہ میں حج کے لیے جایا کرتے تھے۔

## مدینہ سے اجمیر تک

پس خواجہ صاحب بلخ گئے۔بلخ سے لاہور کا رخ کیا اور وہاں حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر بھی حاضر ہوئے۔پھر وہاں سے ملتان چلے گئے اور ہندوستان کی زبان میں مہارت حاصل کی۔اس کے بعد دہلی چلے گئے۔دہلی میں اپنے مرید حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کو دعوت دین کی ذمہ داری سونپی اور باوجود اس کے کہ لاہور اور دہلی میں آپ کے بہت سے معاون و مددگار تھے، آپ نے اپنا مرکز اجمیر چنا۔

## دانشمندانہ فیصلہ

خواجہ صاحب کے زمانہ میں برصغیر طوائف الملوکی کی حالت میں تھا۔ہندو راجاؤں نے اپنی الگ الگ ریاست بنائی ہوئی تھی۔مسلمان انتشار و پسماندگی کا شکار اور دین و دنیا سے بے خبر تھے۔ہندوستان بت پرستی کی آماجگاہ تھا۔ان حالات میں دعوتِ دین کی اشاعت کے لیے اجمیر کا انتخاب آپ کے صائب الرائے ہونے کا ثبوت ہے کیونکہ اجمیر سے تمام برصغیر سے رابطہ رکھنا آسان تھا۔

## اجمیر میں ورود مسعود

خواجہ صاحب اجمیر میں داخل ہوئے تو ایک درخت کے سائے میں قیام کرنا چاہا تو ایک شخص نے آپ کو وہاں سے اٹھا دیا کہ یہ جگہ مختص ہے۔پھر آپ ایک تالاب ''آنا ساگر'' نامی کے کنارے فروکش ہوئے۔اس وقت بہت سے بت خانے اس ساگر کے کنارے موجود تھے اور ان پر بہت سے چڑھاوے چڑھتے تھے۔گھنٹیوں کا شور صبح و شام سنائی دیتا تھا۔مذہبی تعصب کی بناء پر برہمنوں نے خواجہ صاحب کو تالاب سے غسل و وضو کرنے سے منع کر دیا۔خواجہ صاحب نے اپنے خادم کو تالاب سے ایک چھاگل میں پانی لانے کو کہا۔جب خادم نے پانی بھرا تو تالاب کا تمام پانی خشک ہو گیا بلکہ دیگر ندی نالوں سے بھی پانی معدوم ہو گیا۔جس سے تمام انسان و حیوان متاثر ہوئے۔یہ دیکھ کر شہر کے بااثر سرکردہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی مانگی۔ان میں سے ایک بااثر نے اسلام بھی قبول کیا۔

(معین الارواح ترجمہ مونس الارواح صفحہ 8)

## حاکم اجمیر رائے پتھورا کو اسلام کی دعوت اور آپ کی مخالفت

حاکم اجمیر پرتھوی راج چوہان جو رائے پتھورا کے نام سے مشہور تھا اس کی والدہ علم نجوم کی ماہر تھی۔اس نے خواجہ صاحب کی اجمیر میں آمد سے بارہ سال قبل اپنے بیٹے پتھورا حاکم اجمیر کو بتایا کہ فلاں حلیہ کا مرد حق تمہاری حکومت کی بربادی کا باعث بنے گا۔رائے پتھورا نے وہ حلیہ لکھ کر جگہ جگہ بھجوایا کہ جہاں بھی ملے اسے گرفتار کر لاؤ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔لیکن جب تالاب والا واقعہ رونما ہوا تو اس کی خبر پتھورا اور اس کی ماں تک پہنچ گئی اور ماں جان گئی کہ یہ وہی شخص ہے۔اس نے اپنے بیٹے حاکم اجمیر کو کہا کہ اس شخص سے مت الجھنا بلکہ اس کو خوش رکھنے کی کوشش کرنا۔

غرضیکہ رائے پتھورا کو خواجہ صاحب کی آمد ایک آنکھ نہ بھائی۔اس

نے ایک جادوگر کو بھی آپ کے مقابلہ کے لیے بھجوایا لیکن وہ جادوگر سخت ناکام و نامراد رہا اور کمالات سے متاثر ہو کر مسلمان ہوگیا۔ رائے پتھورا نے اور بھی بہت سے ہتھکنڈے آزمائے اور سازشیں کیں لیکن وہ ہر قدم پر ناکام رہا۔ رعب کی وجہ سے آپ کو تو نقصان نہ پہنچا سکا لیکن آپ کے مریدوں کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتا۔

آپؒ نے رائے پتھورا کو اسلام کی دعوت دی لیکن اس نے اسے قبول نہ کیا۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے کسی مرید کے ساتھ ناانصافی ہوئی تو آپ نے پرتھوی راج رائے پتھورا کے پاس اس مرید کی سفارش کی جس پر پرتھوی راج نے بہت نازیبا الفاظ استعمال کیے اور کہا کہ وہ آپؒ کو اجمیر سے نکلوا دے گا۔ جب آپ کو اس بات کی اطلاع پہنچی تو آپؒ نے فرمایا کہ ہم نے پتھورا کو زندہ گرفتار کر کے مسلمانوں کو دے دیا۔ پس آپ کی پیشگوئی پوری ہوئی اور 588ھ میں شہاب الدین غوری نے دوبارہ حملہ کیا اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور پرتھوی راج المعروف رائے پتھورا گرفتار ہو کر مارا گیا۔

(معین الارواح ترجمہ مونس الارواح صفحہ 11)

## سلطان شمس الدین التمش کے متعلق پیشگوئی

ایک روز خواجہ معین الدین چشتی شیخ اوحد الدین کرمانی اور شیخ شہاب الدین سہروردی کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اچانک وہاں شمس الدین التمش اپنی صغرسنی میں تیر کمان ہاتھ میں لیے وہاں سے گزرے تو خواجہ صاحب کی نظر ان پر پڑی تو فرمایا کہ یہ بچہ دہلی کا بادشاہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(معین الارواح ترجمہ مونس الارواح صفحہ 20)

## شادیاں اور اولاد

آپ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی شادی اجمیر کے داروغہ سید وجیہہ الدین محمد مشہدی کی بیٹی بی بی عصمت سے ہوئی۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ سیّد صاحب موصوف اپنی بیٹی کا نکاح کسی بزرگ زادے سے کرنا چاہتے تھے مگر انہیں کوئی بھی اپنی بیٹی کے لائق نہیں مل رہا تھا۔ اسی فکر میں تھے کہ ایک رات حضرت امام جعفر صادقؒ سید صاحب کی خواب میں آئے اور فرمایا کہ ''اے فرزند جگر پیوند حضرت نبوت پناہ ﷺ کا ایما اس طرح پر ہے کہ تو اس دخترِ نیک اختر کو ہمارے نورِ نظر معین الدین حسن سنجری کے عقد نکاح میں لائے۔''

سید وجیہہ الدین نے یہ واقعہ خواجہؒ دین پر ظاہر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ میری عمر آخر ہوئی ہے مگر جبکہ حضرت سید امام علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی اشارہ ہے، میں انکار نہیں کرسکتا۔ چنانچہ آپ اس نکاح کے بعد سات سال تک زندہ رہے۔

(معین الاولیاء فارسی از سید امام الدین صفحہ 42)

دوسری شادی بی بی امۃ اللہ سے ہوئی۔ جس کا واقعہ یوں درج ہے کہ ''خواجہ صاحب نے ایک شب حضرت سرور عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ فرمایا کہ اے نورِ نظر! تو نے ہماری سنتوں سے ایک سنت ترک کی ہے۔ اتفاقاً حاکم قلعہ بٹھلی ملک خطاب نے ایک راجہ کی قیدی بیٹی آپ کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ قبول اسلام کے بعد اس کا نام امۃ اللہ رکھا۔ اور اس سے آپ نے نکاح کیا۔

ان دونوں بیویوں سے آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئے۔ تین بیٹوں کے نام شیخ ابوسعید، شیخ فخر الدین اور شیخ حسام الدین ہیں۔ جن کے بارہ میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ تینوں بی بی عصمت سے ہی تھے یا صرف شیخ ابوسعید بی بی عصمت سے ہے اور شیخ فخر الدین اور شیخ حسام الدین امۃ اللہ سے اور بیٹی کا نام بی بی حافظ جمال تھا جو امۃ اللہ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

(معین الارواح ترجمہ مونس الارواح از شاہزادی جہاں آراء بیگم صفحہ 25)

## وفات

آپ کی وفات بروز دوشنبہ 6 رجب 633ھ کو 97 برس کی عمر میں ہوئی۔ مشہور ہے کہ خواجہ اجمیریؒ کی وفات کے بعد آپ کی پیشانی پر یہ نقش ظاہر ہوا کہ ''ھذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ'' (یعنی اللہ کا حبیب اللہ کی محبت میں دنیا سے گیا)۔

(اخبار الاخیار اردو از مولوی عبد الحق محدث دہلوی صفحہ 60)

آپ اجمیر میں ہی اپنی اقامت گاہ میں دفن ہوئے۔

## اخلاق فاضلہ

آپ بہت سے اخلاق فاضلہ سے متصف تھے۔ آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ ہر وقت باوضو رہتے۔ روزانہ نوافل ادا کرتے۔ اور درود شریف کا ورد فرماتے رہتے۔ اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے:

خوبرویاں چو پردہ برگیرند
عاشقاں پیش شاں چنیں میرند

اور یہ مصرع اکثر زبان پر ہوتا:

صحبت نیکاں بہ از طاعت بود

## تصنیفات

آپ نے متعدد تصنیفات و رسائل تحریر فرمائے جن میں سے چند یہ ہیں: انیس الارواح (ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی)، گنج اسرار، دلیل العارفین، بحرالحقائق، ملفوظات خواجہ معین الدین چشتی، اسرار الواصلین (8 خطوط) مکتوبات، رسالہ وجودیہ، کلمات خواجہ معین الدین چشتی، دیوان معین الدین چشتی وغیرہ

آپ کے دیوان کا ایک فارسی شعر یہ ہے:

دم بدم روح القدس اندر معینی می دمد من
نمی دانم مگر عیسیٰ ثانی شدم

ترجمہ: ہر دم روح القدس کو معین کے اندر پھونکا جارہا ہے، مجھے تو علم نہیں کہ یہ کیوں ہے مگر میں عیسیٰ ثانی ہوگیا ہوں۔

(دیوان خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز صفحہ 260)

☆...☆...☆

### اعلان برائے قارئین الفضل

(دنیا کی ہر زبان میں لٹریچر یعنی ادب پایا جاتا ہے۔ روزنامہ الفضل گاہے گاہے دنیا کی مختلف زبانوں کے ادب سے ایک انتخاب قارئین کے لئے پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ عربی ادب سے اس کا آغاز کیا جارہا ہے۔ امید ہے قارئین اسے پسند کریں گے۔ آپ بھی دنیا کی کسی زبان کے ادب سے واقف ہوں تو اس کا نمونہ مختصر تعارف اردو ترجمہ کے ساتھ ہمیں بھجوائیں۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اسے شامل کیا جائے گا۔)

عالمی ادب سے انتخاب

# دورِ جدید کے عربی شعراء

## محمود سامی البارودی (1839ء تا 1904ء)

حسن بک حسنی کے بیٹے تھے۔ قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں والدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ انہیں فوجی اسکول میں داخل کرایا گیا جہاں سے فوجی افسر بن کر نکلے۔ اپنے طور پر عرب شعراء کے کلام کا مطالعہ کرتے رہے اور متعدد اشعار حفظ کئے۔ 1864ء میں خدیو اسماعیل کی خدمت میں حاضر ہوئے جو انہیں مصر لے آئے اور 1879ء میں میجر جنرل کے عہدے پر فائز ہوئے۔ عربی شاعری کے احیاء و تجدید کا سہرا انہی کے سر پر ہے۔ بارودی نے بلند پایہ شعراء مثلاً ابن المعز، ابوفراس، رضی، طغرائی وغیرہ کا کلام حفظ کیا اور ان سے متاثر تھے۔ ان کی ایک کتاب ''مختارات البارودی'' ہے جو چار حصوں پر مشتمل ہے۔

(کتاب ''تاریخ الادب العربی'' مؤلفہ احمد حسن الزیات مطبوعہ دار المعرفہ بیروت لبنان۔ 1993ء۔ ص 363، 364)

تاتی الامورُ علی ما لیس فی خلد
و یُخطِئُ الظنُّ فی بعضِ الاحایین

بعض اوقات ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ جن کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا اور بعض اوقات انسان کا گمان بھی غلط ہو جاتا ہے۔

حتی اذا لم یعد الامر منزعة
و اصبح الشر امرا غیر مکنون

یہاں تک کہ جب معاملہ ہاتھوں سے نکل گیا اور شر کھل کر سامنے آ گیا۔

اجبت اذا ھتفوا باسمی و من شیمی
صدق الولاء وتحقیق الاظانین

انہوں نے میرا نام لیکر پکارا تو میں فوراً حاضر ہوگیا کیونکہ دوستی نبھانا اور اپنے سے وابستہ امیدوں کو سچ کر دکھانا میری عادت ہے۔

لو کان للمرء فکر فی عواقبه
ما شان اخلاقه حرص و لا طبع

اگر انسان کو انجام کی فکر ہو تو اس کے اخلاق میں حرص و طمع داخل نہ ہو۔

و من البلیة ان یسام اخو الاسی
رعی التجلد و ھو غیر جماد

یہ بہت بڑی آزمائش ہے کہ ایک غمزدہ کو صبر کے لئے مجبور کیا جائے حالانکہ وہ پتھر کا بنا ہوا نہیں ہے۔

نصحت قومی وقلت الحرب مفجعة
و ربما تاج امر غیر مظنون

میں نے اپنی قوم کو سمجھایا اور کہا کہ لڑائی سے بہت جانی و مالی نقصان ہوتا ہے اور بسا اوقات ایسا نتیجہ نکلتا ہے جس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

فخالفونی و شبوھا مکابرة
و کان اولی بقومی لو اطاعونی

لیکن انہوں نے میری بات نہ مانی اور ضد کرتے ہوئے اعلان جنگ کر دیا اگر وہ میری بات مان لیتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔

(مرسلہ اویس احمد نصیر)

احادیث کی روشنی میں

# عشرہ ذوالحجہ کے احکام و فضائل

(انجم احمد)

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ ذِبْحٌ يَذْبَحُهُ فَإِذَا أُهِلَّ هِلَالُ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى يُضَحِّيَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس ذبح کرنے کے لئے کوئی ذبیحہ ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند نظر آجائے، وہ ہرگز اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے، یہاں تک کہ قربانی کرلے (پھر بال اور ناخن کاٹے)۔
(صحیح مسلم، حدیث نمبر:5121)

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَنَّهُ قَالَ:مَا الْعَمَلُ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ أَفْضَلَ مِنْهَا فِي هَذِهِ ، قَالُوا : وَلَا الْجِهَادُ ، قَالَ : وَلَا الْجِهَادُ ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دنوں کے عمل سے زیادہ کسی دن کے عمل میں فضیلت نہیں۔ لوگوں نے پوچھا اور جہاد میں بھی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جہاد میں بھی نہیں سوا اس شخص کے جو اپنی جان و مال خطرہ میں ڈال کر نکلا اور واپس آیا تو ساتھ کچھ بھی نہ لایا (سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دیا)۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:969)

### یوم عرفہ کا روزہ:۔

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، فَهَذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ، وَصِيَامُ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ، وَصَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ماہ کے تین روزے اور رمضان کے روزے ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہیں، یوم عرفہ کے روزہ کے بارے میں میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، اور اللہ سے یہ بھی امید کرتا ہوں کہ یوم عاشورہ (دس محرم الحرام) کا روزہ گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو گا۔
(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:2425)

### عید کی رات قیام اللیل:۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ، لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عیدین کی راتوں میں ثواب کی نیت سے اللہ کی عبادت کرے گا، تو اس کا دل نہیں مرے گا جس دن دل مردہ ہو جائیں گے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:1782)

### عید کے دن روزہ:۔

• سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَا صَوْمَ فِي يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ، وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ

میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا اور عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اور صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک کوئی نماز جائز نہیں۔
(صحیح بخاری، حدیث نمبر 1995)

أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ ، أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيدَ يَوْمَ الْأَضْحَى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ ، فَقَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْعِيدَيْنِ ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَيَوْمُ تَأْكُلُونَ مِنْ نُسُكِكُمْ ۔

ابن ازہر کے غلام ابوعبید نے بیان کیا کہ وہ بقرعید کے دن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید گاہ میں موجود تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھائی پھر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور خطبہ میں فرمایا اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ان دو عیدوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ایک وہ دن ہے جس دن تم (رمضان کے) روزے پورے کر کے افطار کرتے ہو (عیدالفطر) اور دوسرا تمہاری قربانی کا دن ہے۔
(صحیح بخاری، حدیث نمبر 5571)

وقال ابن عباس واذكروا الله في أيام معلومات أيام العشر ، والايام المعدودات أيام التشريق. وكان ابن عمر وأبو هريرة يخرجان إلي السوق في أيام العشر يكبران ، ويكبر الناس بتكبيرهما. وكبر محمد بن علي خلف النافلة۔

اور اللہ تعالیٰ کا ذکر معلوم دنوں میں کرو" میں ایام معلومات سے مراد ذی الحجہ کے دس دن ہیں اور «اَیام المعدودات» سے مراد ایام تشریق ہیں۔ ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما ان دس دنوں میں بازار کی طرف نکل جاتے اور لوگ ان بزرگوں کی تکبیر (تکبیرات) سن کر تکبیر کہتے اور محمد بن باقر رحمہ اللہ نفل نمازوں کے بعد بھی تکبیر کہتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:969)

### تکبیرات عید:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ فِيهِنَّ مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ، فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی دن نہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عظمت والے ہوں اور جن میں نیک عمل اس کو سب سے زیادہ پسند ہو، بہ نسبت ان دس دنوں کے، پس ان میں بہت زیادہ تہلیل، تکبیر اور تحمید بیان کیا کرو۔
(مسند احمد، حدیث نمبر:5446)

☆...☆...☆

## حضرت منشی عبدالعزیز صاحب دہلوی رضی اللہ عنہ

الفضل آن لائن کے شمارے مورخہ 9/ جولائی 2020ء میں حضرت منشی عبدالعزیز صاحب دہلوی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں اُن کے ایک بیٹے قریشی بشیر احمد دہلوی صاحب کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت منشی صاحبؓ کی پوتی محترمہ امۃ الوکیل صاحبہ کراچی سے لکھتی ہیں:

"منشی عبدالعزیز دہلوی صاحب کے پانچ بیٹے تھے:

(1) ایک بیٹے ڈاکٹر تھے جو پارٹیشن 1947ء سے پہلے اپنے مطب میں اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران ہی حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پاگئے تھے۔

(2) دوسرے بیٹے تیراکی میں ماہر تھے اور تیراکی کے مقابلہ جات میں حصہ لیتے تھے۔ وہ بھی پارٹیشن 1947ء سے پہلے ہی دہلی میں تیراکی کے ایک مقابلہ میں گنگا جمنا میں ڈوب گئے تھے۔

(3) عبدالقیوم قریشی راولپنڈی مقیم ہوئے اور انھوں نے وہاں کے تعلیمی بورڈ کے سربراہ کی حیثیت سے فرائض ادا کیے۔

(4) چوتھے بیٹے بشیر احمد دہلوی واہ کینٹ میں مقیم رہے اور 1992ء میں وہیں وفات پائی، جن کا الفضل میں ذکر ہے۔

(5) سب سے چھوٹے بیٹے نذیر احمد قریشی دہلوی ساکن کراچی تھے جو میرے والد محترم تھے، ان کی شادی محترمہ بشریٰ شمس صاحبہ بنت شمس الدین بھاگلپوری جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے قادیان میں ڈرائیور تھے، سے ہوئی۔ والد صاحب کی وفات 21/ اگست 1986ء میں کراچی میں ہوئی۔"

## سانحہ ارتحال

مکرم اکبر احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ برکینافاسو کے والد محترم اقبال احمد ناصر صاحب پیر کوٹی آف کرونڈی ضلع خیر پور مورخہ 14 جولائی 2020ء بعمر 82 سال بقضائے الٰہی انتقال کر گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بوجہ موصی ہونے کے آپ کی میت کرونڈی سے آپ کے بیٹے مرزا وسیم احمد صاحب ربوہ لائے۔ مورخہ 15 جولائی کو پانچ بجے شام ناصر آباد شرقی کی گراونڈ میں آپ کی نماز جنازہ مکرم قائد صاحب عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ توسیع میں قبر تیار ہونے کے بعد آپ نے ہی دعا کروائی۔

مکرم اقبال احمد ناصر صاحب جماعت کرونڈی کے مخلص اور مستعد فرد تھے آپ لمبا عرصہ وہاں سیکرٹری مال، امام الصلوٰۃ، زعیم انصار اللہ اور کئی عہدوں پر خدمت بجالاتے رہے اور متعدد بار ممبر شوریٰ کے طور پر بھی مرکز آئے۔ آپ نے اپنے پس ماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں اور انکی اولاد چھوڑی ہے۔ سبھی بچے اللہ کے فضل سے خدمت دین میں مصروف عمل ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مرزا اعجاز احمد صاحب اوکاڑہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ دوسرے بیٹے اکبر احمد طاہر صاحب برکینا فاسو میں مربی ہیں۔ اور تیسرے بیٹے مرزا وسیم احمد صاحب بھی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کے ایک پوتے مرز افراز احمد طاہر صاحب نے امسال جامعہ غانا سے شاہد پاس کیا ہے اور ایک نواسے نعمان احمد صاحب جامعہ احمدیہ میں درجہ شاہد کے طالب علم ہیں۔

آپ حضرت میاں نور محمد صاحب پیر کوٹی صحابی حضرت مسیح موعودؑ ابن حضرت میاں امام الدین صاحب پیر کوٹی صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹے اور مولانا سلطان احمد صاحب پیر کوٹی کے تایا زاد بھائی تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

☆...☆...☆

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store GET IT ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

# ذبحِ عظیم اور عید الاضحیٰ کی تقریب

(انجینئر محمود مجیب اصغر)

قرآن کریم کی سورۃ الصافات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس رؤیا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کا تفصیل سے ذکر ہے جس کے نتیجے میں ذبح عظیم کا واقعہ رونما ہوا۔

حضرت ابراہیم نے دعا کی تھی

’’اے میرے رب مجھے صالحین میں سے (وارث) عطا کر۔‘‘

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’پس ہم نے اسے ایک بردبار لڑکے کی بشارت دی۔ پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا ابراہیم نے کہا اے میرے پیارے بیٹے یقیناً میں سوتے میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا اے میرے باپ وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔ پس جب وہ دونوں رضامند ہو گئے اور اس نے اسے پیشانی کے بل لٹا دیا تب ہم نے اسے پکارا۔ اے ابراہیم! یقیناً تو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہے یقیناً اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزاء دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک بہت کھلی کھلی آزمائش تھی۔ (و فدینہ بذبح عظیم) اور ہم نے ایک ذبح عظیم کے بدلے اسے بچا لیا‘‘۔ (الصافات آیات 101-108)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’.... دیکھو ابراہیم پر کیسا ابتلاء آیا اس نے اپنے ہاتھ میں چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے اور اس چھری کو اپنے بیٹے کی گردن پر اپنی طرف سے پھیر دیا مگر آگے بکرا تھا - ابراہیم امتحان میں پاس ہوا اور خدا نے بیٹے کو بھی بچا لیا تب خدا تعالیٰ ابراہیم پر خوش ہوا کہ اس نے اپنی طرف سے کوئی فرق نہ رکھا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ بیٹا بچ گیا ورنہ ابراہیم نے اس کو ذبح کر دیا تھا اس واسطے اس کو صادق کا خطاب ملا۔

توریت میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم تو آسمان کے ستاروں کی طرف نظر کر - کیا تو انہیں گن سکتا ہے؟ اسی طرح تیری اولاد بھی نہ گنی جائے گی۔ تھوڑے سے وقت کی تکلیف تھی وہ تو گزر گئی اس کے نتیجہ میں کس قدر انعام ملا۔ آج تمام سادات اور قریش اور یہود و دیگر اقوام اپنے آپ کو ابراہیم کا فرزند کہتے ہیں۔‘‘ (تفسیر مسیح موعود جلد 7 صفحہ 157)

## انسانی قربانی کی رسم کا خاتمہ

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرماتے ہیں:

’’سیریا (شام) جانب شمالی عرب (جس میں بیت المقدس فلسطین ہے) کے ملک میں انسانی قربانی کا رواج تھا چنانچہ مسیحی تعلیم کی جڑھ بھی یہی ہے اسی بناء پر وہ خدا کے اکلوتے بیٹے کی قربانی پر ایمان لاتے ہیں ہند میں بلیدان کا رواج تھا۔ جے پور میں اب بھی اس جگہ روز بکرا ذبح ہوتا ہے۔ حضرت حق سبحانہ نے حضرت ابراہیم کو ایک رؤیا دکھلائی کہ وہ اپنا بیٹا ذبح کرتے ہیں اس کا اعلان کیا اس پر تیار ہو گئے پھر بیٹے کی جگہ حسب تفہیم الٰہی بکرا ذبح کیا اور یہ سمجھایا کہ اس کی اصل یہ ہے کہ خدا کا مکالمہ پہلے ایسے رنگ میں ہوا کہ لوگ سمجھ نہیں سکے کہ بیٹے کی قربانی سے کیا مراد ہے اور اس طرح پر اس بد رسم کا ایک راستباز کے عمل سے قلع قمع ہوا۔‘‘ (حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 475)

## اسمٰعیل اور اسحاق

حضرت ابراہیم کے دو عظیم الشان بیٹوں کا ذکر قرآن شریف میں آتا ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ وَہَبَ لِیۡ عَلَی الۡکِبَرِ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَسَمِیۡعُ الدُّعَآءِ (ابراہیم آیت 40)

## ایک دلچسپ بحث

’’حضرت عمر و علی و عباس و ابن مسعود اور کعب اور قتادہ اور سعید ابن جبیر اور مسروق اور عکرمہ اور ظہری سدی اور مقاتل رضی اللہ عنھم کہتے ہیں کہ اسحاق علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوا تھا یہودی اور نصاری اور ایران والوں کا بھی یہی مذہب ہے اور توریت سفر پیدائش کے 22 باب میں بھی یہی ہے

اور ابن عباس اور ابن عمر اور سعید بن المصعب اور حسن بصری اور شعبی اور مجاہد و کلبی وغیرہ جم غفیر علماء کا یہ مذہب ہے کہ حضرت اسماعیل کے لئے حکم تھا۔

میرے نزدیک یہی ہے کہ دونوں فرزندوں کے لئے علیحدہ علیحدہ قربانی کا حکم ہوا ہو گا کیونکہ قرآن شریف میں حضرت اسمعیل کی نسبت قربانی کا حکم ہے اور توریت میں اسحاق کی نسبت‘‘۔

(فٹ نوٹ صفحہ 951-952 قرآن مجید مع ترجمہ و تشریح مرتبہ حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب از درس قرآن حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاول)

## خطبہ الہامیہ

اسی واقعہ کی یاد میں عید الاضحیٰ منائی جاتی ہے جو حج کے ساتھ منسلک ہے اس موقع پر ابراہیمی سنت کو زندہ رکھنے کے لئے جانور قربان کئے جاتے ہیں اس کی اصل روح کو سمجھنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ کا خطبہ الہامیہ ہے۔

عید الاضحیٰ جو 11 اپریل 1900ء کو ہوئی عید کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو خطبہ الہامیہ کے نام سے معروف و مشہور ہے اس کا ایک حصہ پیش خدمت ہے

’’اور مسلمان وہ ہے جس نے اپنا منہ ذبح ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کے آگے رکھ دیا ہو اور اپنے نفس کی اونٹنی کو اس کے لئے پیشانی کے بل اس کو گرا دیا ہو اور موت سے ایک دم غافل نہ ہو-

پس حاصل کلام یہ ہے کہ ذبیحہ اور قربانیاں جو اسلام میں مروج ہیں وہ سب اسی مقصود کے لئے جو بذل نفس ہے بطور یاد دہانی ہیں اور اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے ایک ترغیب ہے.....‘‘۔ (اردو ترجمہ صفحہ 46)

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضئ خدا

★...★...★

## سانحہ ارتحال

خاکسار کے والد محترم ماسٹر خان محمد صاحب ابن مکرم عبد الرحیم خان صاحب مندرانی رحمان کالونی ربوہ مورخہ 23 جون 2020 بروز منگل بعمر 85 سال وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مورخہ 24 جون بعد نماز ظہر رحمان کالونی کی مسجد میں مکرم ساجد منور صاحب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں احباب جماعت اور عزیز و اقارب نے شرکت کی قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم عبد الرزاق صاحب نے دعا کروائی۔ آپ حضرت حافظ فتح محمد خان صاحبؓ مندرانی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پوتے اور حضرت مولانا ظفر محمد صاحب ظفر کے بھتیجے تھے۔ والد محترم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے پنجوقتہ نماز باجماعت کا التزام کرنے والے، ملنسار، مخلص، بہادر بہت محنتی۔ مخلص اور انتہائی مہمان نواز تھے۔ آپ نے عرصہ 29 سال گورنمنٹ پرائمری سکول دارالرحمت وسطی (کچا بازار) اور دارالرحمت غربی میں میں تدریس کا فریضہ نہایت ایمانداری سے سر انجام دیا۔ آپ نے اپنے پسماندگان میں دو بیٹے، دو بیٹیاں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالی والد محترم کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور ہمیں ان کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

خاکسار۔ ناصر الدین بلوچ کیلگری کینیڈا

## طلوع وغروب آفتاب

| 25 جولائی 2020ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 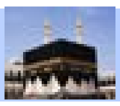 | 04:27 | 19:03 |
| مدینہ منورہ | 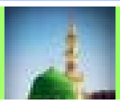 | 04:20 | 19:09 |
| قادیان | 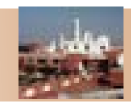 | 04:05 | 19:30 |
| ربوہ | | 03:46 | 19:10 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | | 03:49 | 21:00 |